تحریر:- ایس-ایم - فخرالدین
ترجمہ:- حافظ محمد نسیم قریشی

فرانس میں اسلام اور مسلمان

کہا جاتا ہے کہ اسلام فرانس کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہے۔ تعدادی لحاظ سے اچھے خاصے فرانسیسی پروٹسٹنٹ فرانس کے مسلمانوں کی تعداد کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ اور یہی حال یہودیوں کا بھی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق فرانسیسی النسل مسلمانوں کو چھوڑ کر فرانس میں مسلمانوں کی تعداد بیس لاکھ کے قریب ہے۔ مسلمانوں کی آبادی کل آبادی کا ۵ر۳ فیصد ہے۔ مارسلز میں وارد ہونے والا کوئی بھی شخص اس حیرت انگیز فرق کو محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس شہر کی متعدد نواحی بستیوں میں مغرب اقصیٰ کے شہروں کا پرتو نظر آتا ہے۔

پھر بھی ۱۹۷۶ء کے الیکشن کے دوران جب صدر جمہوریہ فرانس نے تین ہفتوں تک ہر اتوار کو ایک ایک کر کے مذہبی قائدین کو ناشتے پر مدعو کیا تھا تو سب سے پہلے یہ اعزاز کیتھولک پادری کو بخشا گیا اس کے بعد پیرس کے ربی اعظم اور پھر پروٹسٹنٹ چرچ کے کارڈنل کی باری آئی۔ لیکن اس غیر معمولی اعزاز کا شرف حاصل کرنے کے لئے کسی بھی مسلم مذہبی لیڈر کو دعوت نہیں دی گئی۔ اس واقعہ سے فرانس میں مسلمانوں کی سیاسی ناطاقتی کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

مسلم معاشرہ کی ساخت | فرانس کے مسلمانوں کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے مسلمانوں پر مشتمل ہے جن میں سب سے زیادہ مسلمان الجیریائی نسل کے ہیں۔ اور اس کے بعد بالترتیب مراکش اور تیونیشیا کا نمبر آتا ہے صحارا نما افریقہ اور ایشیا کے بھی کچھ مسلمان یہاں آباد ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے فوراً بعد سے ان مسلمانوں نے فرانس کی جانب ہجرت شروع کر دی اور اس ہجرت میں دو عوامل کارفرما تھے۔

اول :- قدیم نوآبادی روابط

دوم :- اس جنگ میں فرانسیسی افرادی قوت میں زبردست کمی۔

ان مسلمانوں کے علاوہ دوسرے قسم کے بھی گروہ ہیں جو بعد میں فرانس پہنچے۔ فرانس میں یوگوسلاوی

مزدوروں کی بھی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ جن میں ایک اندازے کے مطابق کم ازکم بیس فیصد مسلمان ہیں ترکی سے آنے والے مزدور بھی یہاں ملتے ہیں جو ایک مخصوص مدت کے لئے معاہدہ پر بغیر اپنے خاندانوں کے اس ملک میں آتے ہیں اور معاہدہ کے خاتمہ پر اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ ان کی آمد ورفت کے باوجود فرانس میں ترکوں کی تعداد تقریباً یکساں ہی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے دو نوعیت کے زمرے اور بھی ہیں۔

اول۔ اسلامی ممالک کے طلباء۔

دوم۔ فرانسیسی النسل مسلمان جو اعداد و شمار کے لحاظ سے فرانسیسی عوام میں شامل ہیں۔ جن کی اکثریت سابق فرانسیسی نوآبادیوں سے آئی ہوئی ہے۔

ترکی کے مزدوروں کی طرح طلباء بھی فرانس کی تغیر پذیر آبادی ہیں۔ لیکن ان کی تعداد کم و بیش مستقل رہتی ہے۔ زیادہ تر طلباء مغرب اقصیٰ کے ہوتے ہیں جن میں مراکشی طلباء کو الجیریائی طلباء پر تعداد کے لحاظ سے فوقیت حاصل رہتی ہے۔

فرانسیسی مسلمان اسلام کے سارے اصولوں پر پوری دیانت داری سے عمل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر غذائی معاملہ میں سور کے گوشت اور شراب سے اجتناب کرتے ہیں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے جب کہ سور کا گوشت اور شراب فرانسیسی کلچر کی مقبول ترین چیزیں ہیں۔

فرانسیسی مسلمان عام طور پر درمیانی یا نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کی اکثریت کالج کی تعلیم یافتہ ہے۔ ان مسلمانوں کا ایک قائد فرانسیسی پارلیمنٹ کا سابق اسپیکر ہے۔ پیرس میں یہ گروہ بہت سرگرم ہے۔ ان کی تعداد آٹھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

کلرمانٹ فیرانڈ کی مسلم برادری میں اپنے اس جائزے میں کلرمانٹ فیرانڈ کی مسلم برادری پر ہی روشنی ڈالوں گا۔

کلرمانٹ فیرانڈ کا شہر جغرافیائی اعتبار سے فرانس کے بالکل قلب میں واقع ہے۔ یہ شہر دو ہزار سال سے بھی زیادہ قدیم ہے۔ اور سچ مچ یادگاروں کا ایک عجائب گھر ہے۔ مثال کے طور پر یہاں ایک ٹاؤن پلازا ہے۔ جہاں سے فرانسیسی پوپ جولین نے ایک ولولہ انگیز تقریر کرکے "ایمان والوں" کو "کافروں" کے خلاف طبل جنگ بجانے اور یروشلم کے مقدس شہر کو ان کے ہاتھوں سے چھین لینے کے لئے ان کے اندر جوش و غضب کا طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور محمد اسد نے اس واقعہ کو یورپی اتحاد کے پہلے مظاہرہ کے نام سے ٹھیک ہی نوازا ہے۔ معاشی طور پر فرانس کا "ربر شہر" ہے۔ مشہور و معروف مچلین ٹائر فیکٹری اسی شہر میں واقع ہے

سابق صدر فرانس ویلری ڈیسٹیال کا وطن ہونے کی بنا پر یہ شہر کسی حد تک سیاسی اہمیت کا بھی حامل ہے۔
اس شہر اور نواحی بستیوں کی آبادی ۲½ لاکھ کے قریب ہے۔ مسلمان تقریباً چھ ہزار ہیں۔ ان کا یہ تناسب پورے ملک کی آبادی میں ان کے تناسب سے مشابہ ہے۔ مسلمانوں کی آبادی جنوبی علاقوں کے مقابلے میں شمال میں کم ہے۔ اس شہر میں سات سو ترک مسلمان ہیں۔ یہ سب بغیر اپنے خاندانوں کے اکیلے یہاں رہتے ہیں۔ ان کی اکثریت معمار ہے۔ یہ سب کے سب بہت ہی معمولی کرایہ پر سرکار کے فراہم کردہ "ورکس ہاسٹل" میں رہتے ہیں۔ ان ہاسٹلوں میں تمام بغیر خاندان والے غیر ملکی مزدور رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان سب نے مل کر اپنی ایک تنظیم قائم کر لی ہے اور ہاسٹل کے حکام کی اجازت سے ایک کمرے میں نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ یونیورسٹی کے طلبا کی تعداد سات ہزار ہے جس میں لگ بھگ پانچ سو مسلمان ہیں ان کی اکثریت مراکشی ہے صرف تقریباً دو درجن طلبا الجیریائی ہیں۔ تھوڑے سے طلبا مسلم افریقہ کے بھی ہیں اور ایک درجن کے لگ بھگ مسلم طلبا دوسرے مسلم ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔
طلبا کے علاوہ مسلم کی آبادی کی اکثریت مغرب اقصیٰ کے ممالک سے یہاں وارد ہوئی ہے۔ ان میں سے تقریباً سب ہی لوگ مزدور طبقہ کے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر لوگ مچلین کی ٹائر فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔ کچھ دوسرے لوگ گندے نالوں کی صفائی، ٹرک ڈرائیوری، معماری وغیرہ جیسے کام کرتے ہیں: ان میں سے کچھ لوگ ہمیشہ کے لئے بس گئے ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں تین گودام مالک پنساری مسلمان بھی ہیں جو سب مراکش کے شہری ہیں۔ اور یہاں مچلین ٹائر فیکٹری میں کام کرنے آئے تھے۔

نواحی مسلم بستیاں اس شہر کی تین نواحی بستیاں مسلم اکثریت سے آباد ہیں۔ ان میں سے ایک بستی یورپ کے سب سے قدیم کیتھیڈرل کے سامنے ہیں شہر کے قلب میں واقع ہے۔ یہ نواحی بستی بہت قدیم ہے۔ اس کی تقریباً سب عمارتیں نہایت شکستہ کم از کم ایک ہزار سال پرانی ہیں۔ یہاں کے مسلم معاشرہ کی اکثریت الجیریائی ہے یہ سب لوگ بوڑھے ہیں جن کی عمر کا اوسط ساٹھ سے ۶۵ سال ہے اور جن کی اکثریت تنہا رہتی ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ سابق فوجی ہیں جن کو پنشن ملتی ہے۔ یہ سب اپنے اپنے گھروں کو سال میں ایک بار جاتے ہیں۔ ان کی اوسط آمدنی ایک ہزار فرانک ماہانہ سے کم نہیں ہوتی۔ ۱۹۷۱ء میں ان لوگوں نے ایک گندی بستی کے مالک الجیریائی سے بطور مسجد ایک چھوٹا سا تہہ خانہ کرایہ پر لیا تا کہ نماز جمعہ اور نماز پنج وقتہ باقاعدہ طور پر ادا کرنی شروع کر دیں۔ عام طور سے کوئی نہ کوئی طالب علم ہی خطبہ دیتا ہے اور نماز بھی پڑھاتا ہے۔ کلرمانٹ فرانڈ کی یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ جس میں بیک وقت (۳۵) اشخاص نماز ادا کر سکتے ہیں۔
دوسری نواحی بستی شہر کے اطراف میں صنعتی علاقہ کے قریب بسی ہوئی ہے۔ یہاں کے لوگوں کی

اکثریت شہر میں کام کرتی ہے۔ یہ لوگ اپنے خاندانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ ادھیڑ عمر کے ہیں۔ ان کے خاندان اوسطاً چار بچوں پر مشتمل ہیں۔ مکانات تقریباً ناقابل رہائش ہیں۔ کمرے بہت چھوٹے اور شکستہ ہیں۔ یہ سب مکانات شہر والوں کے ہیں۔ ان کے کرائے ناقابل یقین حد تک سستے ہیں۔ یعنی دو کمرے والے مکانوں کا کرایہ ماہانہ ۸۰ فرانک ہے۔ جب کہ اپنی ماہانہ آمدن بارہ سو فرانک ہے۔ ان لوگوں نے اس بستی میں ایک کمرہ بطور مسجد کرایہ پر لے رکھا ہے۔ جس میں پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔

تیسری نواحی بستی مچلین ٹائر فیکٹری کے بالکل قریب واقع ہے۔ یہ بستی ایک طرح سے "ورکرس ہاسٹل کامپلکس" ہے جس کا نظم ونسق مچلین ٹائر فیکٹری چلاتی ہے۔ یہ بستی اسپین اور پرتگال جیسے دوسرے ملک کے مزدوروں سے پوری طرح خلط ملط ہے۔ اس میں ایک یا دو بلاک پورے طور پر مسلمانوں سے آباد ہیں یہاں رہنے والے زیادہ تر لوگ ۲۰، ۳۰ سال کی عمر کے ہیں۔ یہ سب مراکش سے تنہا آتے اور مذکورہ فیکٹری میں ملازمت کرتے ہیں۔ مچلین ٹائر فیکٹری نے انہیں مستقل طور پر ایک ہال بطور مسجد دے رکھا ہے۔ بہر حال یہ بتا دینا ضروری ہے کہ مسلمان مزدوروں کے معاملے میں مچلین ٹائر فیکٹری جیسا سلوک فرانس کے دیگر صنعت کاروں کے سلوک میں نظر نہیں آتا۔ مثلاً پیرس کے قریب واقع "ڈی اسالٹ" خلائی فیکٹری میں تو مزدوروں کو کام کے اوقات میں ہاتھ دھونے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

مذکورہ بالا بستیوں کے علاوہ شہر میں ایک دو اور بھی مسلم بستیاں ہیں جہاں کی اکثریت الجیریائی ہے لیکن بدقسمتی سے مذہبی سرگرمیوں کے لئے منظم نہیں ہیں۔ ان بستیوں کے علاوہ مسلمان سارے شہر میں بکھرے ہوئے ہیں۔ کچھ مسلمان شاندار مکانوں میں رہتے ہیں آنگن بھی ہیں۔ یہ مکانات مچلین فیکٹری کے ہیں اور کمپنی کے پرانے ملازموں کے نام الاٹ کئے جاتے ہیں۔ دوسرے زیادہ تر لوگ "معتدل کرائے والے سرکاری مکانوں میں رہتے ہیں۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد یہ مکانات کوئی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ مکانات نہایت ہی نفیس ہیں اور پرسکون نیز صاف ستھرے علاقوں میں ہیں۔ ان کامپلکسوں میں کمرے الاٹ کئے جانے میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا۔ دو کمروں والے مکانوں کا ماہانہ کرایہ چھ سو فرانک تک ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک پرائیویٹ مکانوں کے کرائے پر ملنے کا سوال ہے ان میں یقینی طور پر تفریق برتی جاتی ہے۔ تو بھی یہاں کرائے کے مکانوں کے حصول میں ایسی سخت دقت پیش نہیں آتی جیسی جرمنی اور انگلستان میں ہے۔

عظیم مسائل | یہاں کے مسلمان کچھ دوسرے اہم مسائل سے بھی دوچار ہیں جن کو دو باہمی مربوط عنوانات کے تحت درجہ بند کیا جاتا ہے۔

(الف) تہذیبی بے آہنگی (ب) اقتصادی تفاوت۔ تفصیلی طور پر ان میں سے چند مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

یہاں مسلم معاشرہ مغربی معیار کا تعلیم یافتہ ہے یہ کہنے کے بعد مجھے یہ بھی بتانا چاہیے کہ ان میں تین ایسے حفاظ کو بھی میں جانتا ہوں جو تینوں مذکورہ بالا مساجد میں رمضان المبارک کے موقع پر تراویح پڑھایا کرتے ہیں پھر بھی بچوں کو تعلیم دلانا اور ان کو اپنے تہذیبی ورثہ کا محافظ بنانا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ زیادہ تر عرب نوجوان عربی بھول چکے ہیں۔ آپ کو ایسے بہت سے بچے ملیں گے جو خاص عربی حروف خ اور غ کو ادا نہیں کر سکتے۔ مغرب اقصیٰ کے ممالک اپنے اپنے انداز میں اس سنگین مسئلہ سے نپٹنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

مثال کے طور پر حکومت مراکش نے مکرمانٹ کے مراکشی بچوں کو عربی کی تعلیم دینے کے لئے ایک مستقل استاد کا تقرر کر رکھا ہے۔

مسلم مُردوں کی تدفین ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ سارے فرانس میں تدفین کے لئے صرف ایک قبرستان ہے جو پیرس کے علاقے میں واقع ہے اور جس کا نظم و نسق پیرس کی جامع مسجد کے پاس ہے۔ یہاں تدفین کے سلسلے میں جامع مسجد کے امام کی تصدیق ضروری ہے۔ موجودہ حالات میں پیرس کے آس پاس کے مسلمانوں کے لئے بھی مُردوں کی تدفین آسان نہیں ہے۔ نتیجہ کے طور پر کلرمانٹ فیرانڈ کے زیادہ تر مسلمان بہت زیادہ خرچ برداشت کر کے مُردوں کو بذریعہ ہوائی جہاز اپنے اپنے وطن بھیج دیتے ہیں۔

اسلامی غذائی اصولوں پر عمل ان لوگوں کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے جو ان اصولوں کی پابندی کرنا چاہتے ہیں۔ مرغے اور مرغیاں خرید کر اسلامی طریقہ پر ذبح کئے جا سکتے ہیں۔ مقامی بازاروں سے حلوان اور بھیڑیں زندہ خریدی جا سکتی ہیں۔ اور مکان کے عقبی آنگن میں حلال کی جا سکتی ہیں۔ حالاں کہ صحت کی بنیادوں پر یہ بات قانونی طور پر جائز نہیں ہے۔ پھر بھی بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں اور خاص طور سے بقر عید کے دنوں میں ذبیحہ بڑے پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔ جہاں تک بڑے گوشت کا سوال ہے یہ بہت معمولی مسئلہ ہے۔ سرکاری قوانین کے مطابق جانور کو حلال کرنے سے پہلے اس کے سر پر گولی مارنا چاہیئے۔ کلرمانٹ فیرانڈ کے زیادہ تر عرب پنساری حلال گوشت فروخت کرتے ہیں۔ مسلم طلبہ کے ایک گروہ کی تحریک پر دیہات کا ایک مرغی فارم ایک عرب قصائی کی خدمات حاصل کر کے مرغوں کا حلال گوشت فراہم کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔

کچھ ایسے بھی اندرونی مسائل ہیں۔ جن سے فرانس کی مسلم برادری بالکل اسی طرح دوچار ہے جیسے کہ دوسری جگہوں کی مسلم برادریاں۔ ان میں سے دو بڑے قابلِ ذکر مسائل قبائلی نیز قومی تعصب سے متعلق ہیں۔ عام طور سے خارجی ماحول کے دباؤ کی وجہ سے اندرونی اختلافات خود بخود دب جاتے ہیں۔ لیکن مادرِ وطن کی قنصلی خدمات اپنے مشن کی نوعیت کی بنا پر ان اندرونی اختلافات کو نہ صرف زندہ رکھنے بلکہ ہوا دینے کی بھرپور کوشش کرتی ہیں اس طرح "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی صرف مغربی سیاست دانوں کی

بھی اجارہ داری نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صرف ایک مثال پیش خدمت ہے
میں نے کلرمانٹ کے مسلمانوں کو ہر عید دو دن الگ الگ مناتے دیکھا ہے۔ ایک گروہ تو پیرس کی جامع مسجد یا مکہ ریڈیو یا دونوں کے مشترکہ اعلان کی بنیاد پر عید مناتا ہے جب کہ دوسرا گروہ شمالی افریقہ کے ریڈیو یا شمالی افریقہ کے قنصل خانوں کے متفقہ فیصلے کے متعلق عید مناتا ہے۔

فرانسیسیوں کا رویہ | فرانسیسی سماج کے بہت سے سیکشن مسلم معاشرہ اور اس کے مسائل میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں لیکن ان کے انداز و رخ بہرحال مختلف ہوتے ہیں۔ اور خاص طور سے ان کا انحصار ان کے مقاصد پر مبنی ہوتا ہے۔ فرانسیسی حکومت کا رویہ عام طور سے ہمدردانہ اور غیر متعصبانہ ہے۔ ایک نیشنل ٹیلی ویژن اسٹیشن پر ہر ہفتہ اتوار کو صبح کم سے کم ۵، منٹ مغرب اقصیٰ کے اور کبھی کبھی ترکی کے تہذیبی، معاشرتی و تمدنی پروگرام نشر کرنے میں صرف کرتا ہے۔

ایک بار اسی اسٹیشن نے صبح کے وقت حج کے دوران حج پر بھی ایک فلم دکھائی تھی۔ اور اس کے بعد حج کے معنی اور اس کی اہمیت پر بہت زوردار مباحثہ کا انتظام کیا تھا۔ یونیورسٹی کے "طلاب کیفی طیریا" میں مسلمان طلبا سور کے گوشت کی باری کے دن دوسری چیزیں لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلم ممالک کے طلبا کے مقابلہ میں فرانسیسی طلبا اس اہم پیش کش کا زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

فرانسیسی فلاحی اسکیموں میں کوئی تفریق نہیں برتی جاتی۔
مثال کے طور پر غیر ہنرمند لوگوں کے لئے بہت سے پیشہ ورانہ تربیتی کورسوں کا انتظام ہے جن میں وظیفہ کی بھی اچھی خاصی رقم ملتی ہے۔ ان میں سے بہت سے کورسوں میں آپ کو دوسری قوموں حتیٰ کہ فرانسیسیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ الجیریا، مراکش اور تیونیشیا کے شہری ملیں گے۔

فرانسیسی کمیونسٹ بھی فرانسیسی مسلمانوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر مسلمان مزدور طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سی فیکٹریوں میں تو مسلمانوں کی اکثریت ہی ہے۔ اپنے اعتقاد اور نظریات کے پیچھے یہ کمیونسٹ اپنے کو مغرب اقصیٰ کی تہذیب و تمدن کا سچا حامی ظاہر کرنے کی انتھک کوشش کرتے ہیں مسلم معاشرہ میں ان کے بے شمار حامی پیدا ہو گئے ہیں۔

مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی رکھنے والا تیسرا اہم گروہ کیتھولک چرچ ہے۔ مسلمانوں کے تئیں کیتھولک چرچ کا رویہ بہت ہی ہمدردانہ ہے۔ ایک بار ایک عظیم تبلیغی اجتماع تین دنوں تک ان کے ایک خالی مشن ہاؤس کے کئی ہال میں منعقد ہوا۔ جس کا نہ تو کرایہ لیا گیا۔ نہ بجلی اور پانی کا پیسہ وصول کیا گیا ذرا سا بھی غور کرنے پر آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ رویہ بالکل عجیب و غریب نہیں ہے فرانسیسی سماج پر

اپنی اپنی فوقیت برقرار رکھنے کی خاطر کمیونسٹوں اور کیتھولک چرچ میں ایک مستقل کش مکش جاری ہے۔ چرچ کا رویہ مدافعانہ ہے اور آہستہ آہستہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑتی جا رہی ہے۔ دونوں کی اس صف آرائی میں مسلمان صرف شطرنج کے مہروں کی مانند ہیں۔ چرچ کا خاص مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان اس کے حریف کی صفوں میں شامل نہ ہونے پائیں۔ اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر مذہب اور نسل کے لوگوں میں مذہبی شعور بیدار کرنے کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا جائے۔ اور انہیں ہر قسم کی مدد فراہم کی جائے۔

کچھ دوسرے مذہبی گروہ بھی ہیں جیسے سالویشن آرمی، مور ننس، ہیئرلو فرانس جو مسلم بستیوں میں پابندی سے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن ان تنظیموں کی بہت ہی زیادہ منظم کوششوں کے باوجود مسلم معاشرہ پر اب تک بس برائے نام ہی ہوا ہے۔

مسلم طلبا اور معاشرہ اب ہم مسلم معاشرہ کے تئیں اسلامی ممالک سے آنے والے طلبا کے رویہ کا جائزہ لیں گے جیسا کہ ہم نے پہلے تذکرہ کیا ہے زیادہ تر طلبا مراکش سے آتے ہیں۔ فطری طور پر طلبا اور مزدوروں کے مابین حیثیتوں کا ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یہ دونوں گروہ بالکل مختلف دنیا میں رہتے ہیں۔ اس سے زیادہ تر طلبا اس غیر ملک میں اپنے ہم وطن مزدوروں کے مسائل اور پریشانیوں سے بالکل بے تعلق رہتے ہیں۔

ان میں سے صرف مٹھی بھر ہی طلبا مسلم نظریات و افکار کی نشر و اشاعت میں عملی طور سے حصہ لیتے ہیں۔ پہلا گروہ مراکش کی کمیونسٹ پارٹی نیز دوسری بائیں بازو کی تنظیموں سے تعلق رکھتا ہے۔ فرانس میں تارکین وطن مراکشیوں میں سے اپنے ہمدرد پیدا کرنا اور سرگرم پارٹی کے ارکان بھرتی کرنا اس گروہ کا خاص مقصد ہے۔ اس کام میں انہیں فرانسیسی بائیں بازو والوں کا بھرپور سرگرم تعاون حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے ان کی سرگرمیاں صرف مراکشیوں تک ہی محدود نہیں رہتیں بلکہ مغرب اقصیٰ کے تمام ممالک کے شہریوں تک ان کا دائرۂ عمل وسیع ہوتا ہے۔ یہ نوجوان حتمی طور سے اس یقین کا شکار ہوتے ہیں کہ تمام سماجی برائیوں کی جڑ مذہب ہے اس لئے فرانس کے مسلمانوں کی تقریباً ہر مذہبی سرگرمی ان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

بطور مثال عرض ہے کہ ایک موقع پر یونیورسٹی کے ایک ہال میں حج پر ایک فلم دکھانے کا انتظام کیا گیا اسکیم کے مطابق ہر کام قاعدہ سے چل رہا تھا۔ اسلام کے اس اہم رکن کے بارے میں جاننے اور سیکھنے کے متمنی مقامی فرانسیسی عوام سے ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ فلم شروع ہونے سے چند منٹ قبل مراکشی کمیونسٹ مسلم طلبا اپنے فرانسیسی ساتھیوں کے ہمراہ ہال میں داخل ہوئے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نعرے بلند کئے۔ ان لوگوں نے اس پروگرام کو رد کئے جانے کا مطالبہ کیا کیونکہ بقول ان کے یہ پروگرام رجعت پسندانہ اور عرب تہذیب کے خلاف تھا۔ ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا۔ کسی غیر ضروری پریشانی میں پھنسنے سے پہلے ہی سامعین فوراً

منتشر ہو گئے۔ اور پھر نتیجۃً پروگرام بھی رد کر دیا گیا۔

دوسرا گروہ ان مسلم طلبا کا ہے جو اسلام کے شیدائی ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے یہ نہایت قلیل ہیں۔ یہ لوگ مسلم معاشرہ کی مدد میں اپنا سارا ممکن الحصول وقت خرچ کرتے ہیں۔ اور اسلام کی نشر و اشاعت میں اپنے تمام ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ ان کی سرگرمیوں میں جمعہ کا خطبہ دینا اور نماز پڑھانا۔ ہفتہ کی سہ پہر میں ہفتہ وار تفریح کا اہتمام کرنا۔ چھوٹے بچوں نیز لڑکوں کو عربی اور دینیات کی تعلیم دینے کے لئے کلاس چلانا۔ مختلف سرکاری فارموں کو بھرنے میں مسلمانوں کی مدد کرنا، مریضوں کی عیادت کرنا، بنا میڈیکل انشورنس والے مریضوں کے لئے دواؤں کا انتظام کرنا شامل ہے۔

ہر طرف سے ان مسلم طلبا کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مادی وسائل کی کمی کا شکار ہیں اور بائیں بازو والے طلبا سے ان کا مستقل جھگڑا رہتا ہے۔ ان تمام اڑچنوں کے باوجود ان لوگوں نے کلرمانٹ فیرانڈ کے مسلمانوں کو ایک اکائی کے روپ میں منظم کر دیا ہے۔ یہاں کے مسلم معاشرہ نے "کلرمانٹ مسلم انجمن" کے نام سے اپنے کو رجسٹرڈ کرا لیا ہے۔ اس سوسائٹی کا اپنا دستور ہے۔ اصول ہیں اور اپنا طریق کار ہے جس کی ایک کاپی سرکاری معرفت کی خاطر مقامی حکام کے پاس جمع کر دی گئی ہے۔ شہر و نواح کی تمام دوسری تنظیمیں اسی تنظیم کی شاخیں ہیں۔ سارے فرانس میں اپنی نوعیت کا یہ پہلا تجربہ ہے۔

ان ہی مسلم طلبا نے مقامی "آرڈیمی آف نَنس" سے اس پر گفت و شنید کی ہے۔ کہ ان کے ایک غیر مستعمل گرجا گھر کو ان سے حاصل کر کے مرکزی مسجد کی حیثیت سے مسلمان استعمال کریں۔ اس کا کوئی کرایہ نہیں پڑے گا۔ اس میں بیک وقت ایک سو نمازی نماز ادا کر سکیں گے۔ یہ گرجا شہر کے قلب میں واقع ہے۔

مختصر یہ کہ جو کچھ بھی کلرمانٹ فیرانڈ کے مسلمانوں کے بارے میں لکھا گیا ہے کم و بیش ویسا ہی فرانس کے ہر شہر کے مسلمانوں پر بسیط کیا جا سکتا ہے۔ سب جگہ کے مسلمان اپنے آپ کو منظم کر رہے ہیں۔ اقتصادی نیز سیاسی طور پر یہ مسلمان کمزور ہیں۔ نیز قومی اور قبائلی عصبیت کا شکار ہیں۔ ان کی علاقائی نیز قومی سطح کی سرگرمیوں کو مربوط کرنے کے لئے فرانس میں ان کی کوئی قومی سطح کی تنظیم نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ماضی کے مقابلے میں مستقبل شاندار اور تابناک ہے ✧

التماس ہے کہ خط و کتابت اور برائے اشاعت مضامین کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کیجئے!